24928

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جناب حضرت مفتی صاحب مد ظلہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

موضوع: مستقبل میں کام آنے والا سامان اور استحقاق زکاۃ

1. بہت سے تنگدست حضرات اپنی ضروریات کیلئے مدد چاہتے ہیں یا مخیر حضرات کو از خود ان کی مدد کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس میں ایک ضرورت شادی کی بھی ہے جس میں لڑکا یا لڑکی کو اپنی شادی کی ضرورت کیلئے مختلف اقسام کا سامان درکار ہوتا ہے اور وہ (از خود یا کسی کی مدد کے بل بوتے پر) شادی سے قبل اس سامان کے مالک بن جاتے ہیں مثلاً برتن، الماری، صوفہ، کپڑے، مسہری، فرنیچر وغیرہ اور یہ سامان ان کی شادی کے بعد استعمال میں آتا ہے۔ اب شادی سے پہلے جتنے دن تک یہ سامان ان کی ملکیت میں (بغیر استعمال کے) ہو (اور اس سامان کی مالیت نصابِ زکاۃ سے زیادہ ہو) تو اب مزید کسی ضرورت کیلئے اس لڑکے یا لڑکی کو زکاۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ **یعنی سوال یہ ہے کہ شادی والے دن سے قبل یہ رکھا ہوا سامان اس شخص کی ضرورت میں شمار ہوگا یا ضرورت سے زائد شمار ہو کر مانع اخذ زکاۃ بنے گا؟**

خیر الفتاویٰ میں حوائج اصلیہ سے بحث کرتے ہوئے اس سلسلے میں درج ذیل بات ذکر فرمائی ہے:

"... عباراتِ بالا اور ان جزئیات میں کہیں اس امر کا نشان نہیں کہ جس سامان کا فقدان باعثِ عار ہو، وہ بھی حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔ اس لئے موجودہ معاشرہ میں دلہن کے تمام جہیز مروج کو سامانِ ضرورت قرار دینا مشکل ہے۔ ہاں جہیز میں **اس جیسی دلہن کے لئے جو چیزیں زیرِ استعمال رہیں گی وہ ضروری ہے اور اس سے زائد کا حساب لگایا** جائے گا جو بغرضِ زینت ونمائش وتفاخر کے دی جاتی ہیں۔"

حاشية ابن عابدين (2/ 348)

مطلب في جهاز المرأة هل تصير به غنية

قلت وسئلت عن المرأة: المرأة هل تصير غنية بالجهاز الذي تزف به إلى بيت زوجها والذي يظهر مما مر أن ما كان من أثاث المنزل وثياب البدن وأواني الاستعمال مما لا بد لأمثالها منه فهو من الحاجة الأصلية وما زاد على ذلك من الحلي والأواني والأمتعة التي يقصد بها الزينة إذا بلغ نصابا تصير به غنية.

خیر الفتاویٰ (ص ۴۲۷/ ج ۳) کتاب الزکاۃ

مندرجہ بالا اردو عبارت میں "رہیں گی" کی تعبیر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مراد وہ سامان ہے جو آئندہ دنوں میں استعمال میں آئے گا، ابھی فی الحال استعمال میں نہیں۔

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۸/۲۱۳

Scanned by CamScanner

2. اسی طرح بہت سی دفعہ اس سامان کی ملکیت لڑکے یا لڑکی کے والدین کی ہوتی ہے اور وہ اپنی اولاد کی شادی کیلئے اکٹھا کرتے ہیں (جو وہ عنقریب اپنے لڑکے یا لڑکی کی ملکیت میں دینے والے ہیں) ایسی صورتحال میں جب تک ان کی ملکیت سے یہ سامان آگے منتقل نہیں ہوتا اس دوران میں استحقاقِ زکاۃ کے باب میں اس سامان کا ان کے حق میں کیا حکم ہوگا؟

(مذکورہ بالا دونوں سوالوں (1 اور 2) میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں تو سامان اسی مالک کے اپنے استعمال میں آنے والا ہے جبکہ دوسری صورت میں مالک نے خود استعمال نہیں کرنا بلکہ اپنی اولاد کو ہدیہ دینا ہے)

3. اسی طرح مستحق شخص جب مکان بنانا چاہے اور اس کو تعمیراتی سامان دیدیا جائے (جو نصابِ زکاۃ سے زیادہ ہو) تو جب تک وہ سامان کی شکل میں یا زیرِ تعمیر اسٹرکچر کی شکل میں موجود رہے گا تو رہائش اختیار کرنے سے پہلے پہلے کے کل عرصے میں اس سامان / زیرِ تعمیر مکان کو اس شخص کی "ضرورت" میں داخل کریں گے یا" ضرورت سے زائد" شمار کریں گے (کیونکہ وہ فی الحال کسی اور جگہ رہائش پذیر ہے)

4. اسی طرح ایک مستحق شخص کے پاس استعمال کی موٹر سائیکل ہے، اس کو کسی نے دوسری سواری ہدیہ / زکاۃ میں دیدی، جو اس نے فی الحال رکھ دی اور ارادہ ہے کہ آئندہ ایک یا دو ماہ میں پرانی کو فروخت کر کے نئی کا استعمال شروع کرے گا، تو اس عرصے کے دوران یہ دوسری سواری ضرورت سے زائد شمار ہوگی یا ضرورت میں داخل؟

یہ صورتیں معاشرے میں کثیر الوقوع ہیں اور اکثر ضرورت مند لوگوں کے اسی قسم کے احوال ہوتے ہیں اور انکی مدد کرنے والے افراد کے سامنے یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

براہِ کرم جواب دیکر ممنون فرمائیں

والسلام

مستفتی

اظفر اقبال

بہادر آباد۔ کراچی

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ کسی چیز کے حاجتِ اصلیہ میں شمار ہونے کی اصل بنیاد یہ ہے کہ وہ چیز انسان کے فی الجملہ استعمال میں آتی ہو، اور اس کی حاجت ہوتی ہو، نہ تجارت کیلئے ہو اور نہ ویسے ہی فاضل پڑی ہو، البتہ حاجت میں داخل ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ ہر وقت محتاج الیہ ہو، چنانچہ فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ اگر کسی کے پاس دو گھر ہوں، ایک موسمِ گرما کے لئے اور دوسرا موسم سرما کے لئے تو وہ شخص موسمِ گرما میں زمانۂ سردی کے لئے رکھے ہوئے مکان کی وجہ سے غنی شمار نہیں ہوگا۔(ماخذہٗ التبویب ۶۲۴)

مذکورہ بالا تمہید کو سامنے رکھتے ہوئے صورتِ مسئولہ میں لڑکے اور لڑکی کو شادی سے پہلے دیا جانے والا سامان اگر ایسا ہو جو شادی کے بعد وقتاً فوقتاً ان کے زیرِ استعمال رہے گا تو چونکہ عرفاً ایسا سامان ان کی ضرورت کا سمجھا جاتا ہے، اس لئے یہ سامان ان کی حاجت میں داخل ہوگا اور مانع اخذِ زکوۃ نہیں ہوگا۔

الفتاوى الهندية (٥/ ٢٩٣)

> ولو كان له دار فيها بيتان شتوي وصيفي وفرش شتوي وصيفي لم يكن بها غنيا.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٣٤٧)

> وذكر في الفتاوى فيمن له حوانيت ودور للغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله أنه فقير ويحل له أخذ الصدقة عند محمد، وعند أبي يوسف لا يحل وكذا لو له كرم لا تكفيه غلته؛ ولو عنده طعام للقوت يساوي مائتي درهم، فإن كان كفاية شهر يحل أو كفاية سنة، قيل لا تحل، وقيل يحل؛ لأنه يستحق الصرف إلى الكفاية فيلحق بالعدم، وقد ادخر - عليه الصلاة والسلام - لنسائه قوت سنة، ولو له كسوة الشتاء وهو لا يحتاج إليها في الصيف يحل ذكر هذه الجملة في الفتاوى. اهـ.وظاهر تعليله للقول الثاني في مسألة الطعام اعتماده.

(۲)۔۔۔مذکورہ صورت میں اگر والدین نے اپنے طور پر سامان جمع کیا ہو اور ابھی تک بیٹی یا بیٹے کے حوالہ نہ کیا ہو تو اس سامان کی بناء پر بیٹی یا بیٹا غنی شمار نہ ہوگا، ہاں جس شخص کی ملکیت میں یہ سامان ہوگا، وہ سامان کے زائد از حاجت ہونے کی وجہ سے غنی ہوگا۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(۳)۔۔۔ایسی صورت میں اگر مذکورہ شخص کی کوئی اور مستقل ذاتی رہائش نہ ہو بلکہ وہ اس نئی رہائش کا محتاج ہو تو تعمیراتی سامان یا زیرِ تعمیر اسٹرکچر اس کی "سکنیٰ" کی حاجتِ اصلیہ میں داخل ہوگا۔۔(مستفاد من التبویب ۱۷۶۹/۸۱)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۳۴۷)

وذكر في الفتاوى فيمن له حوانيت ودور للغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله أنه فقير ويحل له أخذ الصدقة عند محمد، وعند أبي يوسف لا يحل وكذا لو له كرم لا تكفيه غلته؛ ولو عنده طعام للقوت يساوي مائتي درهم، فإن كان كفاية شهر يحل أو كفاية سنة، قيل لا تحل، وقيل يحل؛ **لأنه يستحق الصرف إلى الكفاية فيلحق بالعدم**، وقد ادخر - عليه الصلاة والسلام - لنسائه قوت سنة، ولو له كسوة الشتاء وهو لا يحتاج إليها في الصيف يحل ذكر هذه الجملة في الفتاوى. اهـ.

(۴)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں مذکورہ شخص کی اگر پہلی موٹر سائیکل سے ضرورت پوری نہ ہو رہی ہو، بلکہ اسے دوسری موٹر سائیکل کی ضرورت ہو تو یہ دوسری موٹر سائیکل اس کی حاجت میں شمار ہوگی اگرچہ فی الحال زیرِ استعمال نہ ہو۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح	الجواب صحیح	محمد اویس
احقر محمود اشرف غفراللہ	[illegible]	محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی	مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی	دار الافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۳/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۱ھ	۴/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۱ھ	۳/جمادی الاولیٰ/۱۴۴۱ھ
30/دسمبر/2019ء	۳۰/دسمبر/2019ء	30/دسمبر/2019ء

الجواب صحیح

۴/۵/۱۴۴۱ھ

صحیح

۱۴۴۱ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۹۸/۲۲۳۷

۲/۱/2020

الجواب صحیح

۴/۵/۱۴۴۱ھ

Scanned by CamScanner